بسم اللہ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان
Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ کیا قربانی کی کھال مسجد میں دینا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو مسجد کے کن امور میں صرف کر سکتے ہیں؟ کیا بیچ کر اس کی رقم براہ راست مسجد میں لگا سکتے ہیں؟

سائل: مسجد انتظامیہ (الکریم گارڈن، مناواں، لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قربانی کی کھال مسجد میں دینا بلاشبہ جائز ہے اور اسے بیچ کر مسجد کی تمام ضروریات مثلاً تعمیر، مرمت، فرش، جانماز، بجلی، پانی، ڈول، رسی، جھاڑو، غسل خانہ، بیت الخلا، امام و مؤذن کی تنخواہ وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں یوں ہی ثواب کی نیت سے بیچی گئی کھال کی قیمت بھی اس میں استعمال کر سکتے ہیں کہ قربانی کی کھال ہر نیک کام میں صرف کر سکتے ہیں اور مسجد میں صرف کرنا تو بلاشبہ نیک کام ہے۔ البتہ کسی نے اپنی ذات یا اہل و عیال پر خرچ کرنے کے لئے فروخت کیا تو اسے مسجد میں نہیں لگا سکتے ہیں کہ اب اس کا صدقہ کرنا واجب ہو گیا، اس میں فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے۔ اور مسجد کے نام پر جو کھالیں جمع کی گئیں ان کو بیچ کر براہ راست ہی رقم مسجد میں لگائی جا سکتی ہے۔

صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد میں قربانی کے گوشت کے تعلق سے حدیث پاک ہے، صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں **"فکلوا وادّخروا وتصدقوا"** ترجمہ: کھاؤ اور محفوظ رکھو اور صدقہ کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب بیان ماکان من النھی عن لحوم الاضاحی..، جلد2، صفحہ158، مجلس برکات، مبارک پور)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں "تصدقوا سے مراد صدقہ خاص نہیں، بلکہ عام طور پر کار ثواب مراد ہے چاہے اس میں تملیک ہو یا نہ ہو" (فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ522، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور سنن ابی داؤد کے الفاظ یہ ہیں **"فکلوا وادخروا وأتجروا"** ترجمہ: کھاؤ اور محفوظ رکھو اور ثواب کے کاموں میں خرچ کرو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب حبس لحوم الاضاحی، جلد2، صفحہ389، میر محمد کتب خانہ، کراچی)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ گوشت ثواب کے کام میں صرف کرنا جائز ہے اور جو حکم گوشت کا ہے وہی کھال کا بھی ہے لہٰذا اسے بھی ثواب کے کام میں صرف کرنا جائز ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے **"لایبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ وعیالہ، واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بھا جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین وکذا فی الھدایۃ والکافی، ملتقطا"** ترجمہ: (قربانی

کی کھال) اپنے اوراپنے اہل وعیال پر دراہم خرچ کرنے کے لئے نہ فروخت کرے اور صحیح قول میں گوشت کھال کی منزل میں ہے، اور اگر کھال دراہم کے بدلے صدقہ کرنے کے لئے فروخت کیا تو جائز ہے کیوں کہ یہ صدقہ کی طرح قربت ہے، ایسا ہی تبیین، ہدایہ، اور کافی میں ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الاضحیہ، الباب السادس فی بیان مایستحب فی الاضحیہ، جلد5، صفحہ 371-372، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں "اذاباعہ بالدراھم لالمال یتمول او ربح یتحصل بل لیصرفہ الی وجوہ القرب ومرضات الرب جازلہ ذلک وان لم یوجد تملیک ھنالک فان المطلوب فی الاضاحی مطلق التقرب دون خصوص التملیک من الفقیر ولذا اجازت الاباحۃ ولو لغنی" ترجمہ: اگر کھال کو تمول اور خود نفع حاصل کرنے کے لئے نہیں بیچا بلکہ اس لئے بیچا کہ رقم کو نیکی اور رب کی رضا والے کاموں میں صرف کرے تو قربانی کی کھال بیچنا جائز ہے، اگرچہ اس میں (کسی شرعی فقیر کو) تملیک نہ پائی جائے کیوں کہ قربانی میں مطلق تقرب مطلوب ہوتا ہے، فقیر کو تملیک کرنا ضروری نہیں ہے، اسی لئے کسی مالدار کو بھی کھال مباح کر دینا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ 510، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نیز آپ علیہ الرحمۃ والرضوان مسجد میں قربانی کے چمڑے دینے کے بارے میں فرماتے ہیں "قربانی کے چمڑوں کو للہ مسجد میں دے دینا کہ انھیں یا ان کی قیمت کو متولّی یا منتظمان مسجد، مسجد کے کاموں مثلاً ڈول، رسّی، چراغ، بتّی، فرش، مرمت، تنخواہِ مؤذن، تنخواہِ امام وغیرہا میں صرف کریں، بلاشبہ جائز و باعثِ اجر و کارِ ثواب ہے" (فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ 476، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "چرم قربانی مسجد میں صرف کر سکتا ہے یوں ہی بیچ کر اس کی قیمت سے مسجد کی مرمت کرنا یا لوٹا وغیرہ سامان مسجد خریدنا بھی جائز ہے جب کہ اس کی نیت سے بیچا ہو یا متولّی مسجد کو چمڑا دے دیا کہ اس نے بیچ کر ان چیزوں میں صرف کیا ہو...اور اگر داموں سے بیچا اور مقصود یہ ہے کہ اپنے صرف میں لائے گا تو اب مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں کہ یہ ملک خبیث ہے اور اب فقراء پر تصدق کرنا ضرور ہے" (فتاویٰ امجدیہ، کتاب الاضحیہ، جلد3، صفحہ 307، دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی، ہند)

حضرت مفتی نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "قربانی کی کھال مسجد پر جائز ہے"
(فتاویٰ نوریہ، کتاب الاضحیہ، جلد3، صفحہ 491، مکتبہ فقیہ ملت، دہلی)

بہار شریعت میں ہے "اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لئے نہیں کہ اسے اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کرے گا بلکہ اس لئے کہ اسے صدقہ کر دے گا تو جائز ہے (عالمگیری) جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام ان فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں، اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لئے بیچنا ہے۔"
(بہار شریعت، قربانی کے جانور کا بیان، جلد3، حصہ 15، صفحہ 346، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور براہ راست قربانی کی کھال مسجد میں صرف کرنے کے تعلق سے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ "قیمت جلدِ قربانی یا عقیقہ براہ راست مسجد یا مدرسہ دینیہ میں صرف کی جاسکتی ہے، یا تملیک مسکین کی ضرورت واقع ہوگی" تو آپ جوابًا ارشاد فرماتے ہیں "ہاں جلد براہ راست صرف کی جاسکتی ہے۔۔۔اور اگر مسجد و مدرسہ میں دینے کے لئے داموں کو فروخت کی تو دام بھی براہ راست صرف کئے جاسکتے ہیں۔ تبیین الحقائق میں ہے: لانہ قربۃ کالتصدق (کیوں کہ یہ صدقہ کی طرح قربت ہے) ان صورتوں میں تملیک مسکین ضروری جاننا شرع مطہر میں زیادت کرنا ہے جس پر کوئی دلیل نہیں، تو اپنی طرف سے ایجاد ایجاب ہوا"۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الاضحیۃ، جلد 20، صفحہ 502، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بلکہ اگر کسی نے مسجد کے لئے کھالیں دیں یا کھال بیچ کر مسجد کے لئے رقم دی تو اب اس کا شرعی حیلہ کرنا جائز ہی نہیں ہے، کیوں کہ شرعی حیلہ میں کسی شرعی فقیر کو مالک کردینا ہوتا ہے جب کہ دینے والے نے رقم یا کھال مسجد کے لئے دی ہے، کسی شرعی فقیر کو مالک کردینے کے لئے نہیں دی، لہٰذا شرعی فقیر کو دینا مصرف کے علاوہ میں خرچ کرنا ہوگا اور یہ جائز نہیں ہے کیوں کہ جس نے رقم جس مصرف کے لئے دی ہے اسی میں خرچ کرنا ضروری ہے، کسی دوسرے مصرف میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے سوال ہوا کہ "مسجد میں لوگ تیل جلاتے ہیں وہ تیل مسجد کی ضرورت سے زائد ہے تو کیا اس تیل کو بیچ کر رقم فقراء میں تقسیم کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (ملخصًا) آپ رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا "اگر مسجد کے لئے روزانہ تیل دوسری جگہ سے آتا ہے مسجد کو خریدنا نہیں ہوتا جس کے باعث یہ تیل کام میں آنے کی امید نہیں ہے یا اس کی حفاظت میں وقت ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے متولی و اکثر متدین اہل محلہ امانت، دیانت و اعلان کے ساتھ بیچ کر اخراجات مسجد میں صرف کردیں محتاجوں میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 16، صفحہ 415، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

لہٰذا جو کھال یا کھال بیچ کر رقم مسجد کو دی گئی وہ بھی شرعی حیلہ کرنے کے لئے فقیر کو دینا جائز نہیں ہے۔

واللہ تعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ أتم و أحکم

کتبہ: ابو بلال غلام ربانی المصباحی عفی عنہ

3 ذوالحجہ 1440، 05 اگست 2019

الجواب صحیح

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفی عنه الباري

دار الافتاء فیضانِ شریعت
المفتی
ابو اطہر محمد اظہر عطاری المدنی